رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷۷

هو الحکیم العلیم

العلم علمان علم الابدان و علم الادیان

هو العلیم الحکیم

طب جدید پنجابی کا ہنایت دلچسپ اور مفید ماہوار رسالہ نکالنے والا۔

اطبا کو گورنمنٹ کے مشکلات سے

تبصرۃ الاطباء

جلد ۱	مدیر حکیم احمد الدین موسس طب جدید	نمبر ۳

مقاصد رسالہ

(۱) علم علاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل یونانی۔ ڈاکٹری۔ ویدک۔ ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ و منقدانہ بحث کرنا اور انکے غلط مسائل کو پختہ دلائل کے ساتھ رد کرنا اور انکے صحیح مگر مختلف فیہ مسائل کو باہم تطبیق دیکر ایک جدید لیکن مکمل اور صحیح طب کا ملک میں قائم کرنا اس رسالے کا خاص اور پہلا مقصد ہوگا۔

(۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات۔ جدید علمی نکات اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہی دینا۔

(۳) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت صحیح مشورہ دینا۔

ہر قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔

حکیم احمد الدین بانی انجمن خادم الحکمت

شاہدرہ۔ لاہور

اور حکیم احمد الدین جالندھر نے شائع کیا

قواعد رسالہ

(۱) عام سالانہ قیمت تین روپیہ۔ طالب علموں سے دو روپیہ آٹھ آنہ اُمراء سے پانچ روپیہ جو کہ ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں ہے۔ البتہ باقساط ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک روپیہ چار ماہ کے لئے اور ڈیڑھ روپیہ چھ ماہ کے لئے بھیجکر جاری کرا سکتے ہیں۔ اور میعاد ختم ہونے پر اسیقدر قیمت اور بھیج سکتے ہیں۔

(۲) قیمت رسالہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ یا وی۔ پی ارسال کرنے کی اجازت بخشیں۔ بلا اجازت کسی صاحب کے نام رسالہ وی۔ پی نہ ہوگا۔ کیونکہ محکمہ ڈاک کے نئے قانون کے مطابق وی۔ پی کا خرچ اب بجائے ایک آنہ کے تین آنہ ہوگیا ہے۔ تو بلا اجازت بھیجنے پر اگر وی پی واپس آجائے۔ تو کارخانہ کا سخت نقصان ہوگا۔

(۳) تمام علمی سوالات مفت درج رسالہ ہونگے۔ لیکن تشخیصی سوالات جو کسی مریض کے متعلق طبی مشورہ کے رنگ میں ہوں وہ سوالات اگر عام اطباء سے ہوں۔ تو دو آنہ فی سوال اور اگر مدیر رسالہ سے خاص ہوں تو دو روپیہ فی سوال اسکے ہمراہ بھیجنا ضروری ہوگا ورنہ تلف کر دیئے جائینگے۔ البتہ ممبران انجمن خادم الحکمت کے اپنے اور انکے اہل وعیال کے متعلق ایسے سوالات مفت درج ہو سکتے ہیں۔

(۴) عارضی طور پر تبدیل مقام کے لئے اپنے ڈاک خانہ میں اطلاع کر دینی چاہیئے۔ اگر ہمیشہ کے لئے یا کم از کم چھ ماہ کے لئے جگہ تبدیل کی ہو تو دفتر کو آگاہ فرما دیا کریں تاکہ آپ کا پتہ تبدیل کر دیا جائے ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۵) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ آنا چاہیئے۔

(۶) نمونہ کا پرچہ چار آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکیگا۔

منیجر

حفظِ صحت

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرضیکہ ہر ایک چیز کلیتہً کسی دوسری چیز کے عین مطابق اور موافق نہیں ہے بلکہ ہر ایک میں کم و بیش امتیاز اور اختلاف خواص پایا جاتا ہے۔ پس ہر ایک چیز اپنی الگ الگ تاثیر رکھتی ہے۔ ہاں البتہ قدرت قادر نے ہر ایک چیز کا جوڑ پیدا کر دیا ہے۔ یعنی ہر ایک چیز میں جو خواص اور جس اندازہ میں وہ خواص پیدا فرمائے ہیں۔ اس چیز کے عین بالقصد اور بالعکس بھی ضرور کوئی چیز خلق فرمادی ہے۔ جو کہ منکل الوجود اِس کے بالمقابل کھڑی ہو سکے۔ مثلاً جس درجہ کی ایک چیز مسہل ہے اسکے مقابلہ میں اسی درجہ کی کوئی نہ کوئی چیز ضرور قابض بھی پیدا کر دی ہے۔ اگر ایک چیز محرک بنائی ہے تو اس کے عین بالمقابل اسی طاقت کی ایک مخدر چیز بھی بنائی ہے۔ پھر اگر کوئی چیز محرک عضلات ہے تو اس کے مقابل مخدر عضلات بھی ضرور ہوگی اور اگر کوئی چیز محرک اعصاب ہے تو اس کے مقابل مخدر اعصاب بھی ضرور ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی چیز بعض اعصاب کی محض کسی ایک شاخ کو تحریک دیتی ہے تو ضرور اس کے مقابل ایسی چیز بھی ہوگی جو کہ صرف اسی شاخ میں تخدیر کرنے میں مخصوص ہو۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پس اس تقریر سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ اپنے تمام خواص میں مثیل نہیں ہو سکتی بلکہ ہر ایک چیز دوسری چیز کے مخالف ہوتی ہے۔ خواہ کلیتہً مخالف ہو خواہ بعض خواص میں مخالف اور بعض میں موافق ہو۔ اگرچہ میں اس تقریر کو لکھنے میں اپنے نفس مضمون سے کسیقدر جدا ہو گیا ہوں لیکن چونکہ یہ اصول ایک نہایت ضروری اصول اور بالکل صحیح اور لاجواب اصول ہے۔ جسکا جاننا ہر ایک طبیب کے لئے ضروری تھا۔ اس واسطے یہاں اسکا لکھدینا مناسب اور موزون خیال کیا گیا۔ نیز یہ اصول امر حادثہ

کے اصول کو غلط ثابت کرنے والا بھی ہے۔ جس کی تشریح یہاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میں اپنے اصل مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔ وہ یہ کہ دُنیا کی تمام چیزیں جو کہ مختلف تاثیرات لئے ہوئے ہیں۔ سب کی سب جسم انسانی کی تربیت و ترقی دینے والی ہیں۔ نہ کہ بعض چیزیں تو سراسر انسانی صحت و بقا کے لئے مفید ہوں اور بعض اشیاء سراسر مضر ہوں۔ یہ خیال بالکل فضول اور غیر صحیح ہے۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں کہ جیسے دنیا کی ہر ایک چیز اپنی تاثیرات اور خواص کی بنا پر صحت انسانی کے لئے مفید اور نافع ہے۔ ویسے ہی سب کی سب وہی موجودات اپنے انہیں تاثیرات کے ذریعہ صحت انسانی کے لئے مضر اور نقصان دہ بھی ہے یعنی صحت کو قائم رکھنے والی بھی وہی چیزیں۔ اور صحت کو زائل کرنے والی بھی وہی چیزیں ہیں۔ بلکہ زائل شدہ صحت کو دوبارہ واپس لانے والی بھی وہی چیزیں ہیں۔ اگرچہ بظاہر تو یہ اصول ایک معمّا سا اور عقدہ لاینحل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ذرا غور کیا جائے اور عقل سلیم کے ساتھ سوچ کر دیکھا جائے تو یہ اصول بالکل صحیح اور صداقت سے لبریز اصول ہے۔ تفصیل اور تشریح اس کی یہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنی تاثیرات مخصوصہ کے ذریعہ سے ایک خاص ضرورت اور اور خاص طریق اور خاص مقدار کے ساتھ اور خاص معینہ وقت کے لئے مفید صحت ہوا کرتی ہے۔ لیکن وہی چیز ضرورت کے بغیر کسی اور طریق اور کسی دیگر مقدار اور وقت کی کمی بیشی کی حالت میں مضر صحت ہو جاتی ہے مثلاً ایک غذا جو کہ ہم خاص ضرورت اور خاص طریق اور خاص مقدار کے ساتھ ایک معینہ خاص وقت پر کھاتے ہیں تو ہماری صحت اس کی تاثیر سے روبہ ترقی ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہی غذا ہم بلا ضرورت یا بغیر طریق مناسبہ یا مقدار سے زیادہ یا وقت کی کمی بیشی سے کھائینگے تو ضرور صحت میں فرق پڑ جائیگا۔ چنانچہ عام طور پر ہماری غذا چاول اور گیہوں ہے۔ جو کہ عین بھوک کے موقعہ پر ایک خاص طریق سے پکا کر ایک خاص مقدار میں چند گھنٹہ کے وقفہ کے بعد ہم کھاتے ہیں تو ہماری صحت قائم رہتی ہے۔ لیکن اگر وہی چاول اور گیہوں خام حالت میں شکم پُری کے موقعہ پر مقدار سے زیادہ اور معینہ وقت معتاد سے پہلے ہم کھالیں

تو کیا بیمار نہ ہونگے ضرور ہونگے۔ اسی طرح اگر سخت بھوک کے موقعہ پر انکا حق کھینچکر تھوڑے سے مقدار میں معینہ وقت معتادہ سے دیر بعد ہم کھایا کرینگے۔ تو ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دُنیا کی ہر ایک چیز ہمارے واسطے بعض شرائط کے ماتحت سراسر مفید اور نفع رساں ہے۔ لیکن وہی ہر ایک چیز ان شرائط کی عدم موجودگی میں سراسر مضر ہے۔ چنانچہ وہ شرائط حسب ذیل ہیں

(۱) ضرورت (۲) خاص مقدار (۳) مقررہ وقت (۴) خاص طریق۔

یہ شرائط دُنیا کی ہر ایک شے پر حاوی آسکتے ہیں۔ پس اِن شرائط کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ہی تمام اشیاء کی تاثیر بھی بدل جاتی ہے۔ اس مضمون کو عام فہم بنانے کے واسطے میں ایک ایک شرط کی بعض امثلہ سے توضیح کر دیتا ہوں چنانچہ دیکھنا چاہئے کہ سب سے اول شرط (ضرورت) ہے۔ سو جب انسان کو بھوک یا پیاس ہو جس سے کھانے پینے کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے تو اُس حال میں کھانا یا پینا مفید ہوگا۔ لیکن برعکس اس کے عدم ضرورت کے وقت اگر غذا کھائی جائے گی تو وہی غذا بجائے مفید ہونے کے مضر صحت ہوگی۔ کیونکہ غذا کی ضرورت بدل مایتحلل کا موجود اور مہیا کرتا ہے۔ لیکن جب پہلے ہی غذا شکم میں موجود ہے یا آلات الغذا ہی سرے سے کسی مرض میں مبتلا ہیں۔ اور اسوجہ سے بھوک یا پیاس کی حالت کا احساس نہیں تو گویا ضرورت غذا نہیں ہے۔ پس ایسے وقت میں ایک اعلےٰ سے اعلےٰ مفید غذا بھی مضر اور نقصان دہ متصور ہوگی۔ دوسری مثال یہ کہ فولاد کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے اور ایسے جسم کو ہوتی ہے جبکہ اس کے خون کی سُرخی کم ہو جائے۔ کیونکہ فولاد کا خاصہ ہے کہ خون کی سُرخی کو زیادہ کرے۔ سو اگر کسی شخص کا خون حالت اعتدال سے زیادہ سفیدی مائل ہو یا زردی اور سیاہی اور سبزی مائل ہو جائے تو گویا اس جسم کو فولاد کے کھانے کی ضرورت ہوگی اور ایسے وقت میں اس جسم کو فولاد کا دینا سراسر مفید ہوگا۔ لیکن جس شخص کا خون پہلے ہی سے زیادہ سُرخ ہو اسکو فولاد بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگی۔ پس فولاد کے دینے میں اس جسم کی مزاج کا دیکھنا ضروری ہے کہ کس خلط کا غلبہ ہے تاکہ فولاد کھلائی جائے

بلکہ صرف یہی دیکھنا کافی ہے کہ اس جسم کے خون کی سُرخی حالت اعتدال سے کم ہوگئی ہے۔ البتہ افعال الاعضاء کے ماتحت اس امر کا دیکھ لینا بھی اشد ضروری ہے۔ کہ خون کی سُرخی کا کم ہوجانا کس عضو کی وجہ سے ہے۔ اگر جگر کے نقص فعل سے ہوگا تو فولاد دینے کا عین موقعہ ہے۔ لیکن اگر معدہ کی افعالی بے اعتدالی سے خون کی سُرخی کم ہو تو پھر فولاد کی ضرورت نہیں بلکہ سم الفار کی ضرورت ہے۔ یا کسی دیگر مقوی معدہ و محمر لون چیز کی۔

پس ضرورت کے وقت ہر ایک غذا ہر ایک دوا ہر ایک سم (زہر) انسان کے واسطے سراسر مفید بلکہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو معمولی غذا بھی سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔

اس کے بعد دوسری شرط خاص مقدار کی ہے۔ سو اگر غذا بھی ضرورت سے زیادہ مقدار میں دی جائے تو مضر ہے۔ لیکن برعکس اس کے ایک زہر بھی ضرورت کے مطابق خاص مقدار میں دینا گویا تریاق ہے۔ پس کسی چیز کا نام تریاق رکھنا اور کسی چیز کا نام محض سم رکھنا بالکل خلاف انصاف ہے۔ جیساکہ ہمارے عام اطباء سمجھتے ہیں۔

بلکہ ہر ایک چیز ضرورت کے ماتحت اپنے معینہ مقدار میں تریاق ہے لیکن معینہ مقدار سے زیادہ وزن میں وہی چیز زہر ہے۔ مثلاً غذا چھٹانکوں کے وزن میں تریاق ہے۔ لیکن سیروں کے وزن میں زہر ہے۔ اسی طرح فولاد رتیوں کے وزن میں اگرچہ تریاق ہے۔ مگر ماشوں کے وزن سے ضرور زہر ہے۔ علےٰ ہذا القیاس سم الفار اگرچہ رتیوں کے وزن میں زہر ہے۔ لیکن خشخشی اوزان اور اس سے بھی کم وزن میں تریاق ہے۔ اور کسی قسم کا نقصان نہیں کرتا ہے۔ اکثر لوگ جو اسکی کم از کم مقدار کو بھی سمیت سے خالی نہیں سمجھتے وہ غلطی پر ہیں اور محض وہم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ہر ایک چیز کی تاثیر مخصوصہ۔ اسکے وزن مخصوصہ کے ماتحت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً سنا مکی۔ تربد سفید وغیرہ جو کہ مسہلہ تاثیر رکھتی ہیں۔ یہ تاثیر انکے اس وزن میں ہے جو ماشوں کے ساتھ تولا جائے لیکن اگر رتیوں کے ساتھ تول کر دیا جائے تو بجائے اسہال کے قبض کرتی ہے۔

گزشتہ سے پیوستہ

افعال الاعضاء

منہ میں دانتوں اور زبان کے علاوہ (جو غذا کے ساتھ مختص ہیں) اور بھی مندرجہ ذیل اعضا شامل ہیں۔ جو اپنے اپنے فائدے اور افعال میں سرگرم ہیں۔

(ا) غدہ لعابیہ کے تین اقسام ہوتے ہیں۔ غدۃ النکف (یعنی کان کے نزدیک کی گلٹیاں) غدہ تحت الفک (یعنی نچلے جبڑے کی غدود) غدہ تحت اللسان (یعنی زبان کے نیچے کا غدہ) یہ سب تھوک کی گلٹیاں ہیں۔

(ب) مسوڑے (جنکو عربی میں لثات۔ انگریزی میں گمز GAMS کہتے ہیں) ایک طرح کی سخت جھلی ہیں۔ جو دانتوں کو مضبوط اور جبڑے کی ہڈی کو محفوظ رکھتے ہیں۔

(ج)۔ تالو (عربی میں حنک۔ انگریزی میں پے لیٹ PALATE) کہتے ہیں) یہ منہ کے جوف کی چھت بناتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ اگلا سخت۔ محرابدار دو ہڈیوں سے بنا ہے۔ اور پچھلا حصہ نرم۔ اس کی ساخت میں غشاء بلغمیہ۔ عضلات۔ اعصاب۔ عروق وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اور یہ سانس کی گذرگاہ ہونے کے سبب حرکت کرتا رہتا ہے۔

(د) کاک یا کوا (عربی میں لہاۃ۔ انگریزی میں یودلا UVULA کہتے ہیں) یہ نرم تالو کے پچھلی طرف ایک غدود سا لٹکتا ہوتا ہے۔ جو غذا کو حنجرہ کی طرف جانے سے روکتا ہے۔ گویا یہ حنجرہ کی چپنی ہے۔ کہ اس کے منہ کو اس وقت ڈھانپ دیتی ہے۔ اسکے ماؤف اور متورم ہونے کو عورتیں گھنڈی پڑنا کہتی ہیں۔ اور یہ مرض عموماً بچوں کو ہوا کرتا ہے۔

(ہ) گلے (عربی میں لوزتین۔ اور انگریزی میں ٹانسلز TONSILS کہتے ہیں) یہ دو بادامی رنگ کی گلٹیاں ہیں۔ جو نرم تالو کے اختتام پر ادھر ادھر واقع ہیں۔ ان کی ساخت میں مسام پائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک رطوبت سی بھری رہتی ہے۔ جیسی کہ غدد لعابیہ میں۔ اور ان مساموں سے رس کر حلق کو تر

رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک سے ہی دو شریانیں گذرتی۔ جو اوپر دماغ کی طرف جاتی ہیں۔ نیز ان کے قریب ہی کانوں کے سوراخ کھلتے ہیں۔ اس لئے انکے متورم ہونے پر سوراخ بند ہونے سے ثقل سماعت (اونچا سننا) ورم اللوزتین (گلے پڑنا) اور خناق وغیرہ بیماریاں ہوجایا کرتی ہیں۔

(۳) حلق یا گلا (عربی میں بلعوم یا حلقوم۔ انگریزی میں فرنکس PHARYNX کہتے ہیں) یہ منہ کا آخری حصہ ہے۔ آلات غذا اور آلات ہوا کو جدا کرتا ہے یعنی اس میں سے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ رستے اور گذر ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ ہر ایک کا مقام اتصال یا جنکشن ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔ کہ یہ ایک قیف نما غشائی اور عضلاتی تھیلی ہے جس میں سات سوراخ ہیں۔ دو ناک کے نتھنوں کے پچھلے سوراخ دو کانوں کی نالیوں کے۔ ایک حنجرہ کا۔ جس سے ہوا پھیپھڑوں کی طرف جاتی اور آتی ہے۔ ایک مری کا سوراخ۔ جس میں سے غذا گذرتی ہے۔ اور ایک منہ کا سوراخ۔ واضح رہے۔ کہ مندرجہ بالا اعضاؤں اور غدودوں سے ایک قسم کی طوبت مترشح ہوتی رہتی ہے۔ جس سے بڑے فائدے ہیں۔ چنانچہ یہ رطوبت :-

(۱) منہ کو تر رکھتی ہے۔ جس سے زبان کی حرکت اور بولنے میں سہولت ہوتی ہے۔

(۲) قوت ذائقہ کے فعل کو مدد کرتی ہے۔ جس کا بیان نظام عصبی میں ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

(۳) غذا کو چباتے وقت اس میں مل کر نرم کر دیتی ہے۔ کہ آسانی سے لقمہ نگلا جاسکے۔

(۴) غذا کے ہضم میں بھی مدد دیتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مری (غذا کی نالی) کے افعال اور اسکی ساخت

(اسکو عربی میں مری۔ اور انگریزی میں اے سافے گس AESOPHEGUS کہتے ہیں) یہ آلات غذائیہ کا دوسرا عضو ہے۔ جو منہ کے پچھلی طرف حلق سے شروع ہوکر قریباً نو انچ لمبی فم معدہ (معدہ کے منہ) پر ختم ہوتی ہے۔ فعل اس کا نگلنا ہے۔ جس کو عربی میں ازدراد کہتے ہیں۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔ کہ غذا جب چبائی جاتی ہے۔ تو زبان سکڑ کر اس کو حلق کے سپرد کرتی ہے۔ اس وقت حلق کے تمام سوراخ بوجہ عضلات کے سکڑنے کے بند ہوجاتے ہیں۔ تاکہ غذا انکی طرف نہ جائے۔

اگر کسی سبب سے کوئی کھلار ہے۔ تو فوراً اچھو ہو جاتا ہے۔ صرف مری کا سوراخ کھل کر غذا جذب کرتا ہے۔ اور عضلات پھیل کر غذا کو گرفت کر کے اوپر سے نیچے کی طرف علی الترتیب سکڑتے جاتے ہیں۔ اور غذا پھسلتی ہوئی معدہ تک پہنچ جاتی ہے۔

غذا آسانی سے وہ نگلی جا سکتی ہے۔ جو ان عضلات کی گرفت میں آسکے۔ نہ لقمہ بہت بڑا ہو۔ اور نہ بہت چھوٹا۔ یہی سبب ہے۔ کہ کوئی چھوٹی سی کسی دوائی وغیرہ کی گولی بدوں پانی پیئے۔ یا کسی اور بدرقہ کے نگلی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ عضلات ایسی چھوٹی چیز پر اپنا قابو نہیں پا سکتے۔ اسی طرح بہت بڑی مقدار کا نوالہ بھی پھنس کر اٹک جاتا ہے۔ وجہ یہ۔ کہ عضلات اس قدر پھیل نہیں سکتے۔ پس لقمہ کی مقدار میں اعتدال لازمی ہے۔

واضح رہے۔ کہ مری سوائے نگلنے کے وقت کے ہر وقت بند رہتی ہے۔ تاکہ آدمی کے اُلٹا پلٹا ہونے پر (جیسے کہ بازیگر بازیاں لگاتے ہیں۔ یا پہلوان ڈنڈ پیلتے ہیں) معدہ کی غذا واپس نہ جا سکے۔

اس کی ساخت میں تین طرح کے طبق پائے جاتے ہیں۔ بیرونی ریشہ دار عضلات کا جسے عضلی لیفات کہتے ہیں۔ درمیانی خانہ دار جھلی کا۔ اور اندرونی غشاء بلغمیہ کا۔ منافعہ ہر سہ سبق کا یہ ہے (۱) بیرونی طبقہ جو ریشہ دار عضلات کا ہوتا ہے۔ اس کا فعل انبساطی اور انقباضی (پھیلنے اور سکڑنے کا) ہوتا ہے۔ جو غذا کو معدہ کی طرف دھکیلتا ہے۔ کیونکہ وہ خود بخود وہاں تک نہیں جا سکتی۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ اسی فعل میں نقص آجانے کے سبب عسر البلع (مشکل سے نگلنا) انطباق المری (چھوٹی چیز نہ نگل سکنا) یا اس کے متورم ہونے پر ورم المری وغیرہ بیماریاں ہو جایا کرتی ہیں۔

(۲) درمیانی طبقہ جو خانہ دار ہوتا ہے۔ اور اس میں چھوٹے چھوٹے غدود بھی پائے جاتے ہیں۔ فائدہ اس کا یہ ہے۔ کہ اس میں ایک قسم کی رطوبت بھری رہتی ہے۔ جو اسکو تر رکھتی ہے۔ تاکہ اندرونی اور بیرونی طبق خشک نہ ہوں۔ اور اپنے اپنے فعل میں سرگرم رہیں۔ گویا وہ ایک تیل ہے۔ جو اس مشین کے پرزوں کو چکنا رہنے کا کام دیتا ہے۔ یہ قاعدے کی بات ہے۔ کہ ہر ایک مشینری کو تیل کی از حد ضرورت ہے

کہ اس میں حرارت زیادہ ہوکر آگ نہ لگ جائے۔ یا پُرزے جلدی گھس کر خراب نہ ہو جائیں۔ سو اس حکیم مطلق نے اس مشین جسمانی میں بھی جا بجا ایسی رطوبت پیدا کر دی ہے۔ جو یہ کام دیتی ہے۔

(۳) اندرونی طبقہ غشا بلغمیہ کا ہے۔ جو درمیانی طبقے پر استر کرتا ہے۔ اور اس میں سے وہ رطوبت (جس کا اوپر ذکر ہوا ہے) رِس رِس کر اندرونی سطح کو تر رکھتی ہے جس سے غذا آسانی سے پھسلتی ہوئی معدہ تک جا سکتی ہے۔

معدہ کی ساخت اور اس کے افعال

اس کو عربی میں معدہ اور انگریزی سٹامک STOMACH کہتے ہیں۔ یہ آلات غذا کا تیسرا عضو ہے۔ جو سب سے بڑا ہے۔ اور ہضم بھی اسی میں ہوکر کیلوس بنتا ہے۔ یہ ایک باورچی خانہ ہے۔ جس میں غذا پک کر مناسب طور پر بعض اعضاؤں کو ملتی ہے۔ اس کی ساخت میں چار طبق پائے جاتے ہیں۔ جو اپنے اپنے فائدے اور افعال میں مخصوص ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) سب سے بیرونی طبقہ آبدار جھلی کا ہے۔ جس کو طبقہ صفاقیہ کہتے ہیں۔ وہ تمام معدے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اُسے بیرونی طرف سے تر رکھتا ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ عضلاتی ہے۔ جس سے معدہ میں حرکتیں پیدا ہوکر غذا کو اُدھر کرتی رہتی ہیں۔ کہ تمام غذا اس کے فعل سے متاثر ہو سکے۔ اور کوئی جزو خام (کچی) یا بلا ہضم نہ رہے۔ اس طبقہ میں عضلات کے گول۔ کھڑے اور ترچھے ریشے پائے جاتے ہیں۔ تاکہ غذا ماکولہ (کھائی ہوئی غذا) پر اپنا قابو پورے طور پر پا سکیں۔ فم معدہ اور اثنا عشری آنت کے قریب گول ریشے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان دونو سوراخوں کو بند رکھیں۔ اور بوقت ضرورت کھلنے دیں۔ باقی حصے کے کھڑے اور ترچھے ہوتے ہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ خانہ چادر جھلی کا ہوتا ہے۔ جس میں عروق اور اعصاب پائے جاتے ہیں۔ اس میں سے ایک خاص قسم کی رطوبت جو نمکین اور ترش ہوتی ہے۔ رستی ہے۔ جو غذا کے ہضم میں مدد دیتی ہے۔

(باقی دارد)

علاج الامراض

باب ۱ امراض الاوجاع

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳) پاؤں کو گرم کرنا اور سر کو سرد کرنا۔ اس عمل کے دو حصے ہیں اول پاؤں کو گرم کرنا یہ کئی ترکیبوں سے ہو سکتا ہے۔

(الف) پانی کو گرم کر کے اس میں پاؤں کو رکھوا دینا جسکو پاشویہ کہا جاتا ہے لیکن پاشویہ میں بنفشہ خطمی۔ برگ بید وغیرہ اشیاء کا ملانا جیساکہ عام طور پر رواج ہے بالکل فضول اور غیر ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں ادویہ کی تاثیر گرم و سرد سے پاؤں کو متاثر کرنا مدعا نہیں بلکہ پاؤں کو صرف گرمی پہنچانا مدنظر ہے۔ جو کہ صرف گرم پانی سے بدرجہ اولے حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر اس سے بھی زیادہ خون کا رجحان پاؤں کی طرف منظور ہو اور اس اثر کو دیر تک جاری رکھنا مدنظر ہو تو پاشویہ کے پانی میں کسی لازع اور مخرش اور سوزش کنندہ ادویہ کا بھی اضافہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً رائی۔ مرچ سرخ۔ بیخ کبر۔ بیخ آک وغیرہ جسکا اثر جلد پر ہو کر پانی سے پاؤں کو باہر نکالنے کے بعد بھی اس کی سوزش کی وجہ سے خون کا دوران اس طرف کچھ زیادہ عرصہ تک باقی رہیگا۔

(ب) پاؤں کو ملنے سے بھی وہاں گرمی پیدا ہوتی ہے اور خون کا رجحان اس طرف زیادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن پاشویہ سے کم درجہ پر۔

(ج) کسی گرم اینٹ وغیرہ سے پاؤں کے تلوؤں کو ٹکور کرنا یا کنج ران میں ٹکور کرنا بھی خون کا دورہ نیچے پاؤں کی طرف لے آتا ہے۔

باقی رہا سر کو سرد کرنا سو وہ بھی کئی طریق پر ہے۔ اول سرد پانی کی دھار سر پر چھوڑنا جسکو اصطلاح طب میں نطول کہتے ہیں۔ اس میں بھی نیلوفر۔ بنفشہ برگ بید

وغیرہ ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ صرف سرد پانی دھارنا کافی ہے۔ خواہ پانی خود ہی سرد ہو یا کہ برف ملاکر سرد کیا ہوا ہو۔ دوم سر پر برف کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر رکھنا یہ عمل نطول سے زیادہ قوی ہے۔ سوم سرد پانی میں کپڑا تر کرکے رکھنا اور بار بار اسکو تر کرتے رہنا یا ایسبغول وغیرہ چیزوں کو پانی میں بھگو کر سر پر رکھنا جس میں پانی کو جذب کرنے اور قائم رکھنے کی طاقت ہو مفید ہے۔ مگر نطول سے طاقت میں کم ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ایسبغول وغیرہ کی ذاتی موہومی برودت پہنچانا یہاں مقصود نہیں ہے بلکہ یہ مقصود ہے کہ پانی کی زیادہ مقدار کو سر پر قائم رکھے چہارم سرکہ یا قلمی شورہ یا شراب کو قدرے پانی میں ملاکر سر پر رکھنا بھی مفید ہے لیکن نہ اس لئے کہ ان چیزوں کی مزاج سرد ہے بلکہ اس لئے کہ یہ چیزیں پانی کی سردی پہنچاتی ہیں۔ جن کے پورے خواص کا علم آپ کو علم الادویہ کا باب پڑھنے سے حاصل ہوگا۔

(۴) اسہال۔ ادرار۔ تعریق اور فصد۔ یہ تمام طریق علاج بھی ہر اس درد سر میں مفید اور موثر ہیں جو سر میں زیادتی خون کی وجہ سے پیدا ہو۔ خواہ شرکی ہو خواہ مقامی۔ اگرچہ یہ چاروں اعمال سر کی طرف سے خون کا خوش کم کرنے کے تمام اعمال سے زیادہ مفید اور موثر ہیں۔ لیکن انکا استعمال ہر جگہ پر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ سب کے سب عمل مضعف بدن ہیں۔ سو جب تک کہ مرض شدید یا منذر بہلاکت نہ ہو انکا استعمال موقوف رکھیں وجہ کہ بدن انسان کی پرورش اور تقویت کے لئے خون کی کافی مقدار کا جسم میں ہونا ضروری ہے۔ اور یہ اعمال اربعہ خون کی مقدار کو کم کردینے والی اشیاء ہیں۔ جن سے جسمی رطوبات خارج ہوکر جسم کھوکھلا اور کمزور ہوجاتا ہے۔ پس جب تک ضرورت صحیح پیدا نہ ہو ان اعمال سے مجتنب رہیں۔ نیز یہ اعمال بھی شافی علاج نہیں ہیں بلکہ دیگر اعمال مثل نطول پاشویہ وغیرہ کی طرح صرف امالہ کا کام دیتے ہیں۔ البتہ اپنے اثر میں ان اعمال سے زیادہ قوی اور شدید ہیں۔ پس شدید قسم کی امراض میں جہاں معمولی درجہ کے اعمال چنداں موثر نہ ہو سکتے ہوں اور مرض کے بڑھ جانے اور شدید ہوجانے کا احتمال ہو۔ وہاں ان سے کام لے سکتے ہیں۔ بلکہ صحیح ضرورت

کے وقت انکا استعمال نہ کرنا بھی نادانی ہے۔کیونکہ قوت کی نگہداشت بھی اگرچہ طبیب کے واسطے ضروری ہے۔لیکن نہ اسقدر کہ جسقدر جان کی زندگی کی حفاظت ضروری ہے۔کیونکہ اگر مریض مرض سے شفایاب ہوجائے تو خواہ کمزور ہوجائے کوئی ہرج نہیں چند یوم میں کھاپی کر قوی ہوجائیگا۔لیکن اگر مرض بڑھتا گیا تو وہ طاقت جسکی ہم حفاظت کر رہے تھے وہ تو کجا جان بھی چلی جائے گی۔اور پھر موقعہ علاج کا نہ ملیگا۔

ان چاروں اعمال کے سرانجام دینے میں علیحدہ علیحدہ بیان کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ سب کے سب معالج انکے طریقوں سے خوب واقف ہیں مثلاً فصد ایک مشہور عمل ہے۔اسہال اور ادرار بھی مشہور ہیں بہتر ہوتا کہ مبتدیوں کے واسطے اچھے اچھے نسخے مسہلات اور مدرات کے یہاں لکھدیئے جاتے لیکن مضمون کے از حد طویل ہوجانے کے خوف سے اس کو پھر کسی وقت پر ملتوی کرتا ہوں۔البتہ معرفات سے ہمارے معالج بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔اور جو رکھتے ہیں وہ صرف انگریزی ادویہ مثل انٹی فبرین۔اسپرین اور سوڈیم سلی سلاس وغیرہ کو استعمال کرتے ہیں جو کہ سخت مضعف قلب ہیں۔جو کہ ہر جگہ بے سوچے سمجھے استعمال نہیں کرنی چاہئے۔اِلّا اشد ضرورت کے وقت جبکہ مریض قوی ہو اور دیگر اعمال میں دقت اور موانع ہوں ورنہ صرف پانی کی بھاپ مریض کو دیکر پسینہ لانا چاہئے۔کیونکہ یہ طریق بہت ہی با امن طریق ہے۔پھر اس پانی میں پاشویہ اور نطول کی طرح بعض ادویہ ملانا بھی بے سود اور خواہ مخواہ کا خرچ اور تکلیف دہ ہے۔صرف سادہ پانی کو گرم کرکے کسی کمبل وغیرہ سے اپنے آپ کو لپیٹ کر اس پانی کی بھاپ بدن کو پہنچانا نہایت مفید اور بے ضرر طریق عمل ہے۔بعض لوگ گرم ادویہ بدن پر مالش کرکے بھاپ لیتے ہیں۔وہ بھی فضول اور نکما طریق ہے۔اور سراسر توہمات کا پابند ہونا ہے۔جو کہ ذی علم حضرات کی شان سے بعید ہے۔

(۵) سر پر قابض اور مسکن ادویہ کا لگانا ہے۔سو قابض ادویہ جیسے صندل کشنیز۔زرورد۔گل سرخ۔مامیثا۔فوفل وغیرہ ہیں سرکہ وغیرہ میں ملاکر ضماد کریں

لیکن یہ اس لئے نہیں لگائی جاتیں کہ ان کی مزاج سرد ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انکے لگانے سے جلد سکڑتی ہے۔ جس سے عروق دمویہ بھی سکڑ جاتی ہیں۔ اور سر کی طرف سے خون کم ہو جاتا ہے۔ ورنہ نیلوفر وغیرہ کیوں لیپ نہیں کرایا جاتا۔ دوسری مسکن چیزیں جیسے خشخاش۔ کاہو۔ افیون۔ بذرالبنج۔ کافور۔ بیخ لفاح وغیرہ جو کہ مخدر اور بے حس کر دینے والی ادویہ ہیں لگائی جاتی ہیں۔ تاکہ تخدیر اعصاب و عروق ہو کر خون یہاں سے کم ہو جائے۔ نہ کہ ان کی کیفیت مزاجی کے واسطے۔

(۶) ایسی ادویہ کھلانا جن سے خاص سر کی طرف کا دوران خون کم ہو جائے۔ سو یہ دوائیں وہ ہیں جو اعصابی مرکز میں قدرے تخدیر و تسکین پیدا کرنے والی ہوں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پوٹاسی برومائیڈ یہ ایک ڈاکٹری دواء ہے جس کی خوراک دو رتی سے ۶ رتی دی جاتی ہے۔

(۲) بیروج الصنم۔ جس کو ہندی میں لکھمنا لکھمنی کہتے ہیں۔ اس کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے۔

(۳) اسطوخودوس اس کی خوراک چھ ماشہ سے ۹ ماشہ تک ہے۔

(۴) کشنیز یعنی دھنیا اس کی خوراک ۶ ماشہ سے ۹ ماشہ تک ہے۔

یہ ہر چہار ادویہ اگرچہ اس فائدہ میں ہم اثر ہیں۔ لیکن طاقت میں یکساں نہیں ہیں۔ بلکہ جس طرح نمبروار لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح پہلی سے دوسری کمزور ہے۔

(۷) ایسی ادویہ کھلانا جن سے اعضاء احشائیہ میں دوران خون تیز ہو جائے۔ سو ایسی ادویہ بہت قسم کی ہیں۔ چنانچہ وہ تمام دوائیں جو کہ مسہلہ تاثیر رکھتی ہیں یا امعاء میں۔ پیچش پیدا کرنے والی ہیں۔ یا صفراء کی مخرج ہیں۔ اس غرض کے واسطے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ تمام ادویہ جو کہ محرک معدہ یا محرک کبد ہیں۔ وہ بھی اس بارہ میں مفید اور موثر ہیں۔ پھر وہ ادویہ جو کہ عام طور پر مقوی اعضاء اور عام مقویات کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ جو کہ ہر قسم کے ضعف کو دور کر دینے میں مجرب ہیں۔ مثل سنکھیا۔ فولاد۔ کچلہ۔ تمام تلخ چیزیں جو کہ مقوی معدہ و مصفی خون ہیں وہ سب یہاں مفید ہیں۔

(باقی آئندہ)

علم الادویہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

آلو بخارا

یہ ایک درخت کا پھل ہے جسکو ہم لوکے نام سے بوتے ہیں۔ اس پھل کی شکل بیضوی اور مزہ ترش و شیریں ہے۔ رنگت باہر سے سیاہ اندر سے بھوری سیاہی مائل ہوتی ہے۔ اس کا حجم حسب تاثیر زمین و پرورش کے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ ½ انچ سے ۱½ انچ تک پایا جاتا ہے۔ سرد ممالک اور پہاڑی درختوں کا پھل بہ نسبت گرم ممالک اور جنگلی درختوں کے بڑا ہوتا ہے۔

تاثیر و استعمال۔ خام و نارسیدہ قابض ہوتا ہے۔ لیکن پختہ اور مکمل شدہ قدرے ملین بھی ہے۔ یہ پھل حقیقت میں دوا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر پھلوں کی طرح یہ بھی ایک غذائی چیز ہے۔ جو کہ عام طور پر غذا میں ملاکر یا غذا کے وقت کھا لیا جائے تو ضعف معدہ اور قبض مزاجی والے اشخاص کو مفید ہے۔ لیکن تاہم بطور دوائی کے بھی حمیات میں واسطے رفع کرنے زیادتی پیاس اور دور کرنے اندرونی حرارت کے اس کو بھگو کر اسکا نقوع پلایا جاتا ہے۔ یا منہ میں رکھوا کر چوسایا جاتا ہے۔ جو کہ بسبب ترشی کے اچھا اثر رکھتا ہے۔ خوراک اس کی ۱۵ سے ۲۰ دانہ ہے۔ اس کے کثرت استعمال سے امعاء میں پیچش کا احتمال ہے۔

امہل

جس کو ادبیر اور ہوبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت کا پھل ہے جو کہ پہاڑی سرو کی قسموں میں سے ہے۔

تاثیر و افعال۔ جسم انسان میں جہاں اسکا اثر پہنچایا جائے اسی جگہ پر

اس کا فعل تحریک اور تقویت کا ہوگا - یعنی وہاں پر خون کی آمد ہو کر اس جگہ کی پرورش خوب ہوتی ہے - اور وہ جگہ اپنے افعال میں پہلے سے زیادہ قوی ہو جاتی ہے - پس جسم کے ہر ظاہری حصہ میں جلد پر اس کا لیپ کرایا جاتا ہے - لیکن اندرونی طور پر اس کو کھلانے سے اعضاء انہضام یعنی آلات غذائیہ اور اعضاء بول اور آلات تناسل پر اس کی وہی تاثیر پیدا ہوتی ہے - سوائے ان اعضاء کے دیگر کسی عضو پر اسکا اثر نہیں ہوتا - جیسے اعضاء ہوائیہ یا اعصاب وعضلات - نخاع و دماغ و دل وغیرہ کیونکہ اس دوائی کا بدن انسانی سے اخراج براہ بول ہے - پس معدہ و امعاء سے ہوتی ہوئی جگر میں اور جگر سے گردہ و مثانہ میں ہوتی ہوئی پیشاب کی راہ سے بدن سے خارج ہو جاتی ہے - اس کی تاثیر تحریک و تقویت انہیں اعضاء میں محدود ہے -

مواقع استعمال - بیرونی طور پر - مرض داء الثعلب (بالچر) میں اس کا ضماد سرکہ میں ملا کر کرنے سے وہاں بال پیدا ہو جاتے ہیں - زخموں کے داغوں یا چھائیں وسیاہی جلد کی جگہ پر اسکا ضماد جلد کو صحیح وسالم اور صاف کر دیتا ہے - مُنہ کے زخموں - گوشت خورہ - مسوڑوں اور حلق کے زخموں وغیرہ میں اس کا دھوڑہ یا شہد میں ملا کر لیپ کرنا مفید ہے -

اندرونی طور پر - ضعف معدہ - ریاح - قراقر - زلق الامعاء - کرم امعاء ضعف جگر - سوء القنیہ - استسقاء میں مفید ہے - پھر ریگ وحصاۃ گردہ و مثانہ پُرانی سوزش گردہ و مثانہ کو مفید ہے - حبس بول میں مفید ہے - اور چونکہ اسکا اثر آلات بول پر بہت ہے - اس واسطے بسبب مشارکت کے آلات تناسل پر بھی اسکا اثر پڑ جاتا ہے - سو مردوں میں یہ دوائی مہیج آلہ تناسل ہونے کی وجہ سے ضعف انتشار میں مفید ہے - اور عورتوں میں کمی حیض وغیرہ اور ضعف رحم کو مفید ہے -

نوٹ - ایک صفت اس دوائی کی یہ بھی ہے کہ مزمن اور پُرانی امراض کو فائدہ مند ہے - نئی اور جوشیلی مرضوں میں مفید نہیں ہے - اس واسطے ضعف معدہ و جگر میں جو حاد ہو اور سوزش گردہ و مثانہ میں جو تازہ ہو نہ دینا

چاہیئے۔

وزن خوراک ۶ ماشہ سے ۹ ماشہ تک ہے۔

اٹنگن

یہ ایک ہماری ملکی نبات کے بیج ہیں جن کی شکل و شباہت دھنیا کے دانوں سے ملتی جلتی ہے۔ اور مشہور چیز ہے۔

افعال۔ اس دوائی میں لزوجت بہت ہے۔ اس کو معدہ نہایت دقت سے ہضم کرسکتا ہے۔ لیکن جب ہضم ہوکر خون میں مل جاتی ہے تو منی کی پیدائش کو زیادہ کرتی اور منی کو غلیظ کرتی ہے۔ اس دوائی کو ہمیشہ نہار منہ کھانا چاہئے اور ۳ گھنٹہ اس سے پہلے اور بعد میں کسی قسم کی غذا نہ کھانی چاہیئے

مواقع استعمال۔ ضعف باہ۔ جریان۔ سرعت انزال۔

وزن خوراک ۳ ماشہ۔

انتیس

یہ ایک جنگلی بوٹی کی جڑھ ہے جسکا چھوٹا سا ہیڑ ہوتا ہے۔ کوہ ہمالیہ اور کدار ناتھ اور ہندوستان کے دیگر کوہی اضلاع میں اس کی پیدائش ہے۔ یہ جڑھ انگلی کے برابر موٹی گاؤدم ایک انچ سے ڈیڑھ انچ تک طویل رنگت میں سفید خاکی مائل لیکن توڑنے پر اندر سے بالکل سفید ہوتی ہے۔ ذائقہ میں نہایت تلخ۔

شناخت۔ انتیس کو توڑ کر ملاحظہ کریں۔ اگر اندر سے سفید نہ نکلے بلکہ خاکی مائل ہو۔ اور ذائقہ میں فرق ہو۔ اور چبانے سے زبان اور لب سن ہو جائیں تو اسکو ردی اور ناقص سمجھیں۔

افعال۔ مقوی معدہ۔ قابض۔ حابس خون۔ دافع نوبت۔ قاطع بلغم۔

استعمال۔ ضعف معدہ خصوصاً مزمن۔ عام جسمی کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو خصوصاً جو لمبی مرضوں کے بعد ہو۔ اسہال پیچش مزمن۔ بواسیر خونی۔ استحاضہ نفث الدم۔ ہر قسم کے نوبتی تپ۔ ہر قسم کے مزمن تپ سہر قسم کے نوبتی درد خواہ

کسی جگہ میں ہو۔ کھانسی وزکام۔

خوراک۔ عام طور پر ہر ایک مرض امراض مذکورہ بالا میں چھ رتی سے ایک ماشہ تک۔ لیکن نوبتی تپوں اور نوبتی دردوں میں ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک نوبت سے ایک دو گھنٹہ پہلے دینا چاہیئے۔

طریق استعمال۔ سفوف یا جوشاندہ کی شکل میں دیں۔

اثل

جس کو پنجابی میں اوکانہہ یا پھروا کہتے ہیں۔ مشہور درخت ہے۔ جس کا پھل مائیں کہلاتا ہے۔ ذائقہ قدرے کھاری۔ کسیلا۔ اور تلخ بھی ہے۔

اجزاء مستعملہ۔ پھل اور پتے۔

افعال۔ مقوی معدہ و جگر و طحال۔ مانع تولید۔ رطوبات خام۔ مجفف و دافع ثقل جسم۔ قابض رطوبات۔ حابس دم۔ رادع۔ مسمن بدن۔

مواقع استعمال۔ عظم کبد و عظم طحال۔ ورم کبد یا ورم طحال۔ سوء القنیہ بے رونقی و بدرنگی چہرہ۔ بالوں کا قبل از وقت سفید ہو جانا۔ جرب متقرحہ۔ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں جن سے پانی رستا رہتا ہو۔ ہر قسم کا جریان و سیلان مثل دمعہ۔ اسہال۔ نزلہ۔ کھانسی بلغمی۔ ادرار بول۔ ادرار منی و مذی۔ سیلان رطوبات رحمی جدری۔ آکلہ۔ قروحات عامہ۔ بواسیر۔ نزف الدم ہر قسم۔ نفث الدم۔ قے الدم استسقاء۔ خروج مقعد۔ استرخاء فرج۔ استرخاء پستان۔ ترہل و استرخاء لثہ لاغری جسم یعنی کمی لحم۔ اورام ہر قسم درد سر جو اجتماع خون سے ہو۔

طریق استعمال۔ اندرونی طور پر سفوف یا نقوع یا مطبوخ بنا کر دیں اور بیرونی طور پر ہر قسم کی ترہل و اورام اور اجتماع خون کے موقعہ پر صماد کریں۔ زخموں پر اسکا دھوڑہ بنا کر ڈالیں۔ منہ کی مرضوں میں غرارہ یا مضمضہ یا سنون کے طور پر استعمال کریں۔ کانوں اور قبل یا دبر میں شیاف رکھیں یا بذریعہ پچکاری کے استعمال کریں۔ آنکھوں میں سرمہ کے طور پر لگائیں یا صماد کریں پھیپھڑہ کی امراض میں دخان پہنچائیں۔

قدر خوراک۔ پھل ۳ ماشہ سے ۱ ماشہ تک پتے ۱ تولہ سے ۳ تولہ تک۔

مراسلات

منجانب جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد العزیز صاحب

حضرت والا شان جناب حکیم احمد الدین صاحب دام اقبالہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مضمون ذیل کو اپنے رسالہ تبصرۃ الاطبار میں درج فرما کر مشکور فرمایا جاوے۔

طب جدید

چونکہ زمانہ ہذا تحقیقات و معقولات کا زمانہ ہے۔ اور آثار فلسفہ نے قلوب دنیا کو تسخیر کر لیا ہوا ہے۔ اور علمی تحقیقات دنیا میں روز افزوں ترقی پر ہے۔ قسم قسم کی جدید تحقیقاتیں اور علوم نکل رہے ہیں۔ چنانچہ طب جدید بھی انہیں میں سے ایک نیا علم ہے۔ لیکن بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو کہ لکیر کی فقیر ہیں۔ انکے اپنے دماغ تو ایسے ہیں ہی نہیں جو جہد و جہد سے ایک نئے نتیجہ تک پہنچ سکتیں۔ یا کہ دماغ تو ہیں لیکن وہ لوگ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ کسی نئی روشنی کو حاصل کر سکیں۔ گویا انکے دماغوں میں یہ بات جم چکی ہے کہ خیالات متقدمین کے خلاف رائے زنی کرنا یا سوچنا ہی ناجائز بلکہ ممنوع ہے۔ اس لئے ایسے احباب کے سامنے جب اس طب جدید کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو بلا سوچے سمجھے اور اُس کے فوائد معلوم کئے بغیر جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس طب جدید کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ انکا خیال ہے کہ اگر طب جدید کے اصول جو آج پیش کئے جا رہے ہیں اگر صحیح اور درست ہیں تو کیوں نہ پہلے لوگوں میں سے بھی کسی نے اسی طرف توجہ کی اور ان اصولوں کے ماتحت طب کو جاری کیا جب ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ طب جدید ہی غلط ہے اور نا قابل اعتبار۔ ایسے لوگوں کی خدمت میں نہایت عاجزانہ التماس ہے کہ طب جدید صرف اسی دلیل پر رد نہیں کی جا سکتی کہ اسکو پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں سمجھا۔ کیا یہ درست

نہیں کہ ڈاکٹری اصول پہلے کسی زمانہ میں نہیں پائے گئے۔ لیکن آج بڑے بڑے مدبروں نے اس کے اکثر بلکہ کل امورات کو صحیح مان لیا ہے۔ ہومیوپیتھک کا تو عشر عشیر بھی پہلے زمانہ میں نہیں ملتا۔ مگر فی زمانہ اس کی خوبیوں کا ستارہ دنیا میں بلندی حاصل کر رہا ہے۔ ریل اور تار کی ایجاد جب پہلے پہل ظہور میں آئی کہ ایک چھوٹی سی کل کروڑہا من بوجھ کو بغیر کسی بیل گھوڑے وغیرہ کے ایک آن میں کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ عوام تو عوام بڑے بڑے عاقلین و ماہرین بھی یہ سُنکر انگشت بدہن رہ گئے۔ لیکن آج غالباً کوئی بھی نہ ہوگا جو اس قدرت عظمیہ کا انکار کرتا ہو۔ طاعون و چیچک کے ٹیکہ پر کسقدر آہ و فغاں کیا جاتا تھا۔ لیکن آج اس کے فوائد کی دنیا خود مقر ہو رہی ہے۔ پس یہ خیال بالکل غلط اور بودا ہے کہ طب جدید اگر صحیح و درست ہوتی تو اسکا وجود پہلے کسی زمانہ میں پایا جاتا۔ پس یاد رہے کہ یہ زمانہ طرح طرح کے عجائبات کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور سائنس و فلسفہ نے اپنا قدم منار اعلےٰ پر رکھا ہوا ہے۔ اس لئے ہر ایک تجربہ کی بات کو بلا کسی دلیل و غور و خوض کے رد کر دینا محقق انسان کا کام نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ عقل سلیم کی کسوٹی سے اسے پرکھ لیا جائے۔ اگر صحیح عقل اس کے ماننے میں مانع ہو تو بیشک وہ بات رد کرنے کے قابل ہوگی ورنہ اللہ اس کی قبولیت میں بلا کسی دلیل مروجہ معقول کے حرف لانا صحیح نہ ہوگا۔

۲ قابل توجہ ممبران انجمن خادم الحکمت

ناظرین باتمکین کی خدمت اقدس میں التماس ہے۔ کہ ایک دفعہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ مگر آپ کی توجہ نہ پاکر پھر سمع خراشی کرنی پڑی ہے۔

صاحبان۔ میرا سوال تھا۔ کہ آپ نے اس انجمن کی شمولیت سے مستفید ہو کر اس میں کیا کام کیا ہے۔ چونکہ یہ ایک وسیع سوال تھا جس کے مختلف پہلو ہو سکتے تھے۔ مگر کسی ایک صاحب کے کان تک جوں نہیں رینگی۔ کسی نے اس اہم سوال کی طرف توجہ نہ فرما کر اس کی تائید یا تردید میں حصہ نہیں لیا مجھے از خود خوشی

ہوتی ہے۔ جبکہ یہ سنتا ہوں۔ کہ بعض صاحبان کسی نہ کسی کام میں کچھ نہ کچھ حصہ لے رہے ہیں۔ مثلاً بعض تو مفرداۃ کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ بعض تحقیق الامراض میں۔ ایسی ہستیوں کو خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے زندگی جاوید بخشے۔ اور توفیق دے کہ وہ اپنے ارادوں میں پورے ہوکر لوگوں کو مستفید کریں۔

مگر جو صاحب فی الحال میری طرح دوسروں کے دست نگر ہیں۔ وہ بھی اگر کچھ نہ کچھ کرنا چاہیں۔ تو ابھی بہت سے کام ہیں۔ جو کرنے باقی ہیں۔ رسالہ کو ہی لو۔ اس کی اشاعت ایک بڑا اہم کام ہے۔ جو کسی ذی علم کے ساتھ ہی مختص نہیں۔ بلکہ جو چاہے اس میں حصہ لیکر ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ بندہ نے ذرا سی کوشش سے چھ خریدار پیدا کر دیئے ہیں۔

(واقعی حکیم صاحب کی کوشش سے چھ خریدار ہو چکے ہیں ہم آپکے ممنون ہیں منیجر) میری غرض اس سے یہ نہیں۔ کہ میں نے یہ بہت کام کیا ہے۔ بلکہ یہ مدعا ہے۔ کہ اگر ہم سب اسی طرح چار چار پانچ پانچ خریدار مہیا کر دیں۔ تو کافی اشاعت ہو سکتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ رسالہ بھی پندرہ روزہ ہو سکتا ہے۔ موجودہ اشاعت بھی اگرچہ چار سو کے قریب ہے۔ مگر یہ تسلی بخش نہیں۔ وجہ یہ کہ در اصل ہمارا مدعا طب پنجابی کو ترویج دینا ہے۔ تو یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ اشاعت میں ترقی ہو۔ اس کے علاوہ چند ایک اور بھی کام ہیں۔ جو کہ کسی دوسرے وقت میں انشاء اللہ تعالےٰ عرض کرونگا۔

(آپ صاحبان کا خیر اندیش عبد الغنی مدرس جھیورانوالی)

نظم

چکیدہ قلم جناب حکیم عبد الرحمٰن صاحب خاکی از کوہ مری

باد نسیم خوشبو لیکر چمن سے نکلی — جس سے کدورتِ دل اپنے بدن سے نکلی
اک آب و تاب ایسی دُرِّ عدن سے نکلی — جس کی چمک سے ظلمت نہر البدن سے نکلی
سب اُڑ گئی سیاہی عالم میں نور پھیلا
رنج و الم کے بدلے جوشِ سرور پھیلا

خورشید خاوری نے پھیلائی اپنی چادر دشت و جبل کے دامن یکسر ہوئے منور
روشن دلوں کے بھاگے اب نیم خواب اختر گوشوں میں منہ چھپائے دبکے ہوئے ہیں شپر

چوں نیّرِ صداقت در عالمے طپیدہ
ہر بوم شب پرستے در کنجِ خود خزیدہ

ہندوستاں پہ چمکا ناہید کا ستارہ افسردہ اب ہے سیدھ مریخ کا شرارہ
زہرہ کی چشمکوں نے دل کو دیا سہارا منحوس دِل زحل کا اب ہوگیا دوپارہ

حکمت یہے کہ نزدِ دانا یکے ز افضل علوم است
از من اگر بپرسی کالبدرِ فی النجوم است

تجدید طب سے فن کا رتبہ بلند ہوگا تنقید اس کی ذوقِ سلیمہ پسند ہوگا
تدقیق سے اگر دل کچھ دردمند ہوگا تحقیق کا نتیجہ اس کو پسند ہوگا

ضد ما عرفنا کی الفت دعا کدر سے ہوگی
محفوظ طب کی ہستی ہر کذب و شر سے ہوگی

یہ عزم خوب تر ہے طبوں کی پیس[1] والا کینے کا سخت پتھر ہے جس نے پیس ڈالا
اس پیس کا اثر ہے تپ پیراتیس والا فتنے کے منہ میں اس نے ہیرا کیس ڈالا

جب صلح و خیر ہونگے ارباب فن کے رہبر
جذبات بغض و کینہ ہو جائینگے منحدر

عالم مرے خدا کے فضل و کرم کے نیچے حکمت کا نقش بھی ہے اسکی رقم کے نیچے
تقدیر کی کشش ہے لوح و قلم کے نیچے خاکی کی خوش بیانی عرب و عجم کے نیچے

فضلِ خدا کا سایہ حکمت کے سر پہ بالا
دشمن ہوں زیر اسکے ہو اسکا بول بالا

---

[1] پیس بمعنے صلح۔

نظم

از حکیم سراج الدین صاحب منیر شادیوالیہ

حاصل ہو گرچہ ہم کو لاکھوں برس کا جینا
توصیف اس خدا کی ہوگی نہ ہم سے اصلا

جس نے کرم سے اپنے انسان کو بنایا
عقلی کرشمے دیگر معمور کی ہے دُنیا

رحمت سے اپنی بخشا ہم کو ہے علم حکمت
جسکی طفیل صحت پاتے ہیں سب اعلا

اسلاف نے بھی ہم پر کچھ کم نہیں ہیں احساں
جنکی عنایتوں سے ہم بن گئے اطبا

اسوقت میں بھی ایسا محسن ہوا ہے پیدا
کوشش سے جسکی حکمت پھر ہو رہی ہے تازہ

احباب آپکو میں اسکا پتہ بتاؤں
رہتا ہے جس جگہ میں حکمت کا وہ دلارا

لاہور شہر کے ہے بس متصل وہ قصبہ
حائل ہے صرف ان میں راوی ہی ایک دریا

نام اسکا شاہدرہ ہے مشہور فی زمانہ
جس جا پہ مقبرہ ہے سلطان نورالدین کا

طب جدید میں ہیں کوشاں حکیم صاحب
دُنیا کی حکمتوں کا گویا ہے ست نکالا

ایک انجمن بنائی حکمت کی ہے جو خادم[2]
جسکا ہر ایک ممبر تحقیق کا ہے پتلا

ہوتا تبادلہ ہے آرائے مختلف کا
اشکال طبیہ کا عقدہ ہر اک ہے کھلتا

صدہا مسائل طب پیچیدہ تھے جو ازبس
بانئ انجمن نے حل ان کو کر دکھایا

جاری کیا انہوں نے ماہوار اک رسالہ
حکمت کی محفلوں میں جسکا ہوا ہے چرچا

چمکیگا یہ ستارہ طبی فلک پہ جاکر
اوہام کا اندھیرا کر دیگا دور سارا

طبی عوام کا ہے مبحث یہی رسالہ
اعلےٰ حقیقتوں سے آگاہ ہوگی دُنیا

اب سرفراز ہوگی طب جدید اپنی
کس طب کی ہوگی جرات میدان میں پھر آنا

حکمت کی اشتہا ہے جنکو انہیں مبارک
طیار ہو گیا ہے حکمت کا خوان یغما

اب ہے دعا منیر بے دل کی یا الٰہی
حکمت کی ہو ترقی بیدار ہوں اطبا

---

[1] جہانگیر بادشاہ۔ [2] انجمن خادم الحکمت

استفسارات

سوال نمبر ۶ - عام اطباء سے استفسار کیا جاتا ہے کہ ذیل کی مرض کی تشخیص فرما کر لکھیں۔ میرے حقیقی بھائی کے دائیں ہاتھ پر ایک درد اٹھکر بازو کی طرف چڑھتی ہے۔ جس وقت وہ درد کوہنی تک پہنچتی ہے۔ تو مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور نیم بسمل کی طرح تڑپتا ہے۔ آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جھاگ وغیرہ منہ سے نہیں نکلتی۔ آیا مرض صرع ہے یا کہ کوئی اور مرض ہے اور اسکا علاج کیا ہے۔

حکیم عنایت اللہ از تنیل

سوال نمبر ۷ - جناب والا حکیم صاحب السلام علیکم۔ ایک مریضہ کی مرض کے استفسار اور دریافت علاج کے متعلق متکلف، اوقات گرامی ہوں۔ وہ عورت عرصہ دو سال سے درد پاؤں سے لاچار ہے۔ پاؤں میں اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شے اندر دوڑ رہی ہے۔ اور چلنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا سنگریزوں پر چلنا پڑتا ہے۔ ساتھ سے پائیں حصہ سرد معلوم ہوتا ہے۔ گرم اشیاء سے مالش اور لیپ کر رہی ہے۔ کچھ آرام نہیں ہے۔ خون بھی خارج کرا چکی ہے۔ نہ سرد اشیاء سے اور نہ گرم اشیاء سے آرام ہوتا ہے۔ علاج سے مطلع فرمائیں عمر مریضہ ساٹھ سال ہے۔ اور مریضہ قوم ہنود سے ہے۔ سوائے اس مرض کے اور کوئی مرض نہیں کہ صرف پاؤں کے اندر کف پا میں درد ہے۔ غلام غوث حکیم ممبر انجمن

سوال نمبر ۸ - آپ نے دوران خون کے متعلق جو جواب تحریر فرمایا ہے۔ ایسے نامکمل جواب کی آپ سے امید نہ تھی۔ وہ جواب اگرچہ غلط نہیں مگر قابل اطمینان بھی نہیں۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ ذات الجنب میں صافن سے اس لئے فائدہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ ثقب بعد کا فرق ہے۔ نیز باسلیق کی بجائے قیفال کھولیں۔ تو فائدہ ہوتا ہے۔ سو آخر الذکر بابت قابل تسلی ہے۔ اور اس کی بھی وجہ ہے۔ کہ دراصل وہ دونو ایک ہی ہیں۔ یعنی کندھے کی سیدھ میں جاکر ایک ہو جاتی ہیں۔

لیکن پہلی بات کہ قرب بعد کا فرق ہے۔ اس بات کو جی نہیں مانتا۔ سبب یہ کہ امالہ ہمیشہ دور سے ہی کیا جاتا ہے۔ جیساکہ اسی رسالہ میں آپ نے صداع میں بیان فرمایا ہے۔ قصد بھی درحقیقت طبیعت کا امالہ ہوتا ہے۔ اور امالہ دور سے کرنا چاہئے۔ پس باسلیق اور قیفال کی نسبت صافن کا امالہ مفید ہونا چاہئے۔ حالانکہ تجربہ اسے غلط کر دیتا ہے۔

باقی رہا آپ کا تجربہ پر زور دینا۔ یہ آپ کا مشورہ واقعی قیمتی ہے۔ مگر آج سے پہلے تجربے تو اسبات میں ناکام ہوتے رہے ہیں۔ اگر آپکے بیان میں کچھ مسمریزم کی وجہ سے تاثیر ہو۔ تو علیحدہ بات ہے۔

عبدالغنی

سوال نمبر ۹۔ ہمارے ایک دوست وید صاحب نے لکھا ہے۔ جو کہ نہایت طول طویل ہونے کی وجہ سے اس چھوٹے سے رسالہ میں درج ہونے کے قابل نہ تھا لیکن تاہم ان کی تالیف قلب کے خیال سے اور ایک علمی سوال سمجھکر بلا کم و کاست انکے اپنے الفاظ میں ہی نقل کر دیا جاتا ہے۔ وہو ہذا

یہ تو میں جانتا ہوں کہ اضلاط امراض کا باعث اول نہیں ہیں بلکہ تغیر افعال الاعضا ہی ہر ایک مرض کا باعث اول ہیں جیساکہ آپ نے رسالہ تبصرۃ الحکماء میں تحریر فرمایا ہے۔ لیکن اب میرا سوال یہ ہے کہ افعال الاعضاء میں قبل نقص کیسے اور کیوں آیا ہوا تھا۔ اگر کہو کہ پہلے خرابی ہوا یا خوراک کا نتیجہ ہے تو وہی مسئلہ ارکان آدویتا ہے اب میں اس کو ذرا مفصل کر کے لکھتا ہوں کہ تمام عالم فاضل اور ودوان یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ اس جہان میں تین ہی اشیاء ہیں جنکو تین کارن (علت) بھی کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اول کارن (علت) برہم (خدا) دوسرے کارن جیو (روح) تیسرے کارن پرکرتی جسکو زبان عام میں مایا اور مادہ اور انگریزی بھاشہ میں اے ٹم کہتے ہیں۔ سو اول کارن جسکو سنسکرت میں نمت کارن اور اردو میں علت فاعلی کہتے ہیں۔ اور اسکی تعریف ودوانوں نے یوں فرمائی ہے کہ یہ ایسی علت ہے کہ ابتدا ہی جسکے بنانے سے کچھ بنے وہ پرماتما ہے۔ دوسرا کارن جسکو سنسکرت میں سادھارن کارن اردو میں

علت فاعلی ثانیہ کہتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ کہ جو پرماتما کی بنائی ہوئی اشیاء میں سے لیکر کوئی چیز بنا سکے سو وہ جیو (روح) ہے۔ اور تیسرا کارن جسکو سنسکرت میں اوپادان کارن اور اُردو میں علت خادمہ کہتے ہیں۔ اس کی تعریف یوں ہے کہ جس کے ہونے سے دونو پہلے کارن کچھ بنا سکتے ہیں اور نہ ہونے سے کچھ بھی نہ بن سکے۔ سو یہ تینوں کارن انادی یعنی انکا شروع کوئی کارن نہیں ہے۔ اور یہ مدام رہتے ہیں۔ پھر ان تینوں کارنوں کا الگ الگ لکشن (تعریف) کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علت فاعلی یعنی پرماتما ست۔ چت (محرک کنندہ) آنند ہے۔ اور علت فاعلی ثانیہ یعنی روح یہ ست اور چت (محرک کنندہ ثانیہ) ہے اور علت خادمہ معلولہ یعنی پرکرتی جس سے لاتعداد ارکان بنے ہیں۔ اور ان ہی سے اخلاط تولد ہوتے ہیں۔ یہ صرف ست ہی ہے۔ دوسرے دونو لکشن یعنی چت اور آنند بالکل ہی نہیں ہے۔ سو اب سوچنے والی اس میں یہ بات ہے کہ پرکرتی جس سے اخلاط بنی ہیں وہ جڑھ یعنی اپنے آپ کچھ بھی کرنے والی نہ ہوئی۔ یعنی اس میں چیتن شکتی جسکو اُردو میں طاقت محرک کنندہ کہتے ہیں نہیں ہے۔ تو یہ امراض کا باعث اول کیسے ہو سکتی ہے۔ جب تک چیتن شکتی یعنی روح اور روح کے سادھنوں (اوزاروں) مثلاً معدہ۔ جگر۔ طحال وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر ابتدا میں نہ ہووے۔ سو ثابت ہوا کہ افعال الاعضاء کے مستقل تغیر سے مرض پیدا ہوتی ہے۔

یہ مسئلہ اخلاط کا برہم ودیا یعنی علم روحانی سے تردید ہوا۔ میں اسکے بارہ میں اور بھی تحریر کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ وشہ یعنی مضمون بہت ہی مشکل ہے جو سوائے روحانی علم والوں کے اور کی عقل میں نہیں آسکتا۔ اس لئے اتنے پر ہی اکتفا کر کے اپنے اصل سوال کی طرف آتا ہوں کہ مسئلہ پیدائش امراض اخلاط کے تغیر کے ساتھ وابستہ نہ ہوا تو افعال الاعضاء کے تغیر سے امراض کا پیدا ہونا ضرور ماننا پڑیگا۔ لیکن افسوس کہ پھر بھی وہی پرشن استادہ رہتا ہے کہ افعال الاعضاء میں نقص کیوں اور کس وجہ سے آیا۔ اگر کہو کہ خرابی خوراک سے تو وہی سلسلہ

ارکان قائم رہا۔ جس کی تردید پہلے کی جا چکی ہے۔ اگر خرابی خوراک سے نہیں ہے بلکہ موروثی نقص تھا تو پھر سوال وہی قائم رہیگا۔ کہ وہ نقص کیوں پیدا ہوا تھا۔ اگر کہو کہ نہ خرابی خوراک سے ہے اور نہ ہی موروثی ہے۔ تو پھر اس سوال کا جواب ہونا چاہئے۔ کہ ابتداء میں افعال الاعضاء میں نقص کیوں اور کیسے آیا۔ جس کا جواب آپکو لکھنا چاہئے۔ لیکن قبل اس کے کہ آپ جواب لکھیں۔ اس سوال کا جواب جو میرے نزدیک ہو سکتا ہے وہ بھی دیکھ لیں جو کہ مندرجہ ذیل اندراج کیا جائیگا۔ تاکہ آپ اسپر بھی غور کرلیں اور اگر یہ ٹھیک اور درست نہ ہو تو دیگر طرح سے انکا صل تحریر فرمائیں۔ پرنتو (لیکن) جس میں کسی قسم کی شک پھر پیدا نہ ہوسکے

اس پیدائشی نقص اور تغیر افعال الاعضاء خفیہ یا شدیدہ کا سبب کرم (اعمال) ہیں۔ کیونکہ کسی آدمی کا جنم سے ہی معدہ کمزور ہے اور کسی کے جنم سے ہی بواسیر دیکھتے ہیں۔ غرضیکہ کسی کا کوئی عضو کمزور کسی کا کوئی۔ اس لئے سب اشخاص کے اعضا ایک سے نہیں ہیں۔ اس کارن سے یہی دکھتا ہے کہ کرم (اعمال) کے ہی انوسار آدمی شریر یا اور شریر ملتا ہے۔ اور وہ مرض خفیہ طور سے اسی وقت میں پیدا ہونے لگتی ہے کہ جس وقت کوئی شخص بُرا کرم کرتا ہے۔ اس میں راز کی بات صرف اتنی ہے کہ کسی کو تو اسی جنم میں اس کرم بد کا نتیجہ ملتا جاتا ہے۔ جیسے کوئی بہت بدپرہیزی کرے۔ اور اسی وقت وہ بیمار ہو جائے اور کسی کو اس جنم میں خفیہ رہتی ہے۔ اور اگلے جنم میں اسکا پھل یعنی نتیجہ ملتا ہے۔ کیونکہ جس من (لطیف دل جس کو برہم و دیا یعنی علم روحانی والے اچھی طرح سمجھتے ہیں) سے اس نے کرم کیا ہے۔ اسی کرم سے متاثر ہوئے ہوئے ذرے دل میں جمع ہو جاتے ہیں اور لطیف دل جیو یعنی روح کے ساتھ جاتا ہے۔ جس کو روحانی ودیا والے سوکھشم شریر یعنی لطیف شریر بھی کہتے ہیں اور اس لطیف دل یعنی من کے انوسار ہی جنم ملتا ہے۔ پھر جب ان ذروں کا ہم جنس سنسکار ملتا ہے۔ تو وہ پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ جب وہ متاثر ہوئے ہوئے ذرے جسم میں پڑے ہوئے ہوں۔ تو اسکو خفیہ بیماری اور جب اس کے ہم جنس ذرے اس کو اور آملتے ہیں تو ظاہرہ اور شدید صورت

اختیار کر لیتی ہے۔ سو اگر اس کا اثر جسم کے اعضاء میں مستقل صورت پکڑے تو اس کو بیماری کہتے ہیں (اس سے یہ نہ سمجھ لیں کہ ذروں سے بیماری پیدا ہوئی ہے اسکا جواب میں آگے چل کر دونگا) اور یہ بیماری تین اقسام رکھتی ہے۔ جس کو سنسکرت میں کنشٹ۔ مدھم۔ تیور کہتے ہیں۔ ان میں سے کنشٹ اور مدھم ہر دو چل سکتی ہے۔ تیور پر نہیں۔ اس لئے بیماری کی دو ہی قسمیں باقی رہیں۔ کنشٹ یعنی شدید امراض اور مدھم یعنی خفیہ امراض سو حکمت نے انکا علاج کرنا ہے۔ اور حد بھی حکمت کی یہیں تک ہے۔ اس سے آگے نہیں۔ پر نتو آگے اسکا علاج روحانی علم یعنی برہم ودیا سے حاصل شدہ جو پھل ہے (جسکو سنسکرت میں مکتی کہتے ہیں) یہ تمام بیماریوں اور دکھوں سے خاص وقت کے لئے چھوڑا دیتی ہے۔

اب یہاں اوپر کی طرح سوال نہیں اُٹھ سکتا یعنی جو تغیر افعال الاعضاء کے لئے کیسے اور کیوں سوال ہے۔ یہاں آکر ختم ہو جاتا ہے۔

اب میں اس سوال کی بھی تردید کر کے بتلاتا ہوں واضح ہو کہ سوال ہو سکتا ہے جیو کرم کیوں اور کیسے کرتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ جیو اپنے کرم کرنے میں خود مختار ہے۔ اس لئے کہ اس میں چیتن شکتی یعنی طاقت محرک کنندہ ہے۔ وہ اس کو افعال سے کبھی نچلا نہیں رہنے دیتی۔ اور یہ شکتی اس میں مدام سے ایسی ہی ہے۔ اس لئے بھی اس سے الگ نہیں ہو سکتی۔ بوجہ نہ الگ ہونے کے یہ کچھ نہ کچھ اس شریر سے کرائیگی۔ خواہ بیماری پیدا کرنے کے خواہ تندرستی حاصل کرنے کے غرضیکہ ان دو باتوں کو اس نے سوچنا ہے۔ یہ اپنی اپنی بدھی یعنی عقل پر منحصر ہے۔ اس لئے امراض پیدا کرنے کو ذرے سبب اولیہ نہیں ہیں بلکہ سبب ثانیہ ہیں۔ (جس کی طرف میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔ اسکا بھی یہی جواب ہے)۔ اس کی تردید اور پر مسئلہ اغلاط میں بھی کر آیا ہوں۔ اب عرض یہ ہے کہ میری عقل میں جو کچھ آیا ہے۔ آپکو تحریر کر کے ارسال کر دیا ہے۔ آپ بھی اس سوال پر کہ تغیر افعال الاعضاء میں قبل نقص کیسے آیا مفصل تحریر فرمائیں۔ فقط

جوابات استفسارات

جواب سوال ۴ و ۵ گذشتہ رسالہ میں اگرچہ لکھے جا چکے تھے لیکن بہ سبب کمی گنجائش کے چند سطور جواب سوال ۴ میں سے باقی رہ گئی تھیں۔ جو آج درج کی جاتی ہیں۔ ناظرین جنوری کے رسالہ کے صفحہ ۳۴ کی سطر آٹھ سے ملاکر اس عبارت کو پڑھیں۔ اور وہ نسخے حسب ذیل ہیں۔ یہ سب کے سب نسخے مجرب اور مفید ہیں۔

(۱) کچلہ ۱ دبر تولہ۔ سم الفار ارتی۔ جلوتری ۲ تولہ۔ ورق طلا ۱ ماشہ۔ شہد خالص حسب ضرورت اس کی گولیاں بقدر نخود بنائیں۔ ایک ایک گولی دونو وقت غذا کے بعد دیا کریں۔

(۲) کچلہ ۱ دبر تولہ۔ کشتہ فولاد تولہ۔ اتیس تولہ۔ مشک خالص ۲ ماشہ۔ ورق نقرہ ۱ ماشہ گولیاں بقدر نخود بنائیں دو عدد گولیاں صبح ۲ عدد بوقت شب ہمراہ دودھ کے استعمال کرائیں۔

(۳) دار چینی۔ جائفل۔ زنجبیل۔ عقرقرحا۔ برگ قنب (بھنگ) شہد خالص ادویہ کو باریک کوٹیں اور شہد میں ملاکر معجون بنائیں۔ خوراک ۴ ماشہ سے ۸ ماشہ تک ہے۔ یہ نسخہ ممسک بھی ہے۔

(۴) دانہ الائچی سفید ۱ تولہ۔ زعفران ۱ تولہ۔ کشتہ عقیق ۱ تولہ۔ مروارید ۳ ماشہ۔ زردی بیضہ چالیس عدد نیم برشت۔ روغن گاؤ نیم سیر۔ بورہ چینی سفید پسی ہوئی ایک سیر۔ پہلے چاروں ادویہ کو چار دن تک متواتر کھرل کرکے مثل سرمہ بنائیں۔ باقی تین چیزوں کو آپس میں خوب یکجان کریں۔ بعد ازاں دونو کو باہم ملاکر اچھی طرح ممزوج کردیں۔ خوراک ۳ تولہ سے ۵ تولہ تک ہر صبح کھایا کریں۔ یہ سب نسخے علاوہ ضعف باہ جسمی کمزوری ہر قسم کے واسطے اکسیر صفت ہیں۔ خصوصاً موسم سرما میں کھانے کے لائق ہیں۔

احمد الدین شاہدرہ

جواب سوال نمبر ۷۔ اس قسم کے بعض مریض مینے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن ان سب کی علامات یکسان نہیں ہیں۔ بلکہ باہم مختلف ہیں۔ کسی کو پاؤں کے تلووں میں درد خفیف تھا۔ بعض کو شدید۔ بعض کو درد کے علاوہ پاؤں میں گرمی اور سوزش معلوم ہوتی تھی۔ بعض کے پاؤں سرد رہتے تھے۔ بعض مریضوں کے پاؤں کی طرح ہاتھ بھی درد کرتے تھے۔ بعض کو درد کے ساتھ کسی قدر ورم بھی معلوم ہوتا تھا۔ غرضیکہ سب کے حالات مختلف علامات کے ماتحت تھے۔ ایسے مریضوں کے علاج میں ابتداءً مجھے سخت گھبراہٹ ہوا کرتی۔ کیونکہ مجھے متقدمین کی کتب میں اسلی مرض اور انکے اسباب و علاج کا کہیں پتہ نہ ملتا تھا۔ ہر چند یونانی ڈاکٹری وید ک ہومیوپیتھک کتب کا مطالعہ کرتا لیکن کہیں سے تسلی و تشفی نہ ہوتی۔ بالآخر اپنے قیاس سے کام لیتا اور جو دل میں آتا علاج کرتا۔ جس کے نتیجہ میں مجھے عموماً کامیابی ہوتی۔

آپ کے سوال کے جواب میں یہ تو نہیں لکھا جاسکتا کہ انکو یہ مرض ہے۔ یا کہ اسکا خاص یہ علاج ہے کیونکہ آپکے خط سے اسباب مرض معلوم نہیں ہوسکتے البتہ اس قبیل کی تمام شکایات کو اسباب اور علاج لکھدیتا ہوں تاکہ جو آپ مشاہدہ و تشخیص کریں اسکے مطابق علاج سے کام لیں۔

ماہیت و کیفیت مرض۔ ایسے مریض کے بدن میں دوران خون باقاعدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی رفتار بطی ہو جاتی ہے۔ اعضائے بعیدہ یعنی ہاتھ و پاؤں اور خصوصاً انکے تلووں میں جو کہ دل سے مسافت بعیدہ رکھنے اور نیز اپنی خلقت میں نحیف اور کثیف ہونے کی وجہ سے پہلے ہی وہاں دوران خون کمزور ہوتا ہے۔ لیکن جب بعض پوشیدہ اور مخفی امراض کے ذریعہ سے جنکا ذکر اسباب کے ماتحت ہوگا۔ دوران خون تمام جسم میں کمزور ہو جاتا ہے تو اعضاء بعیدہ میں بہت ہی خلاف عادت بطی (سست) ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر اس مریض کی قوت مدبرہ بدن اور خصوصاً اس کی اعصابی طاقت اچھی ہوگی اور مرض مذکور بھی یکایک اور جلدی سے پیدا ہوا ہوگا تو علامات ذیل ظاہر ہونگی۔ تلووں میں درد شدید

ہوگا - وہاں کے گوشت پوست میں امتلاء تمدد پیدا ہوگا - بلکہ بعض اوقات کسیقدر ورم بھی معلوم ہوگی - کیونکہ اس حالت میں اعصاب میں تحریک ہوکر اس جگہ میں اجتماع خون ہو جائیگا - اس واسطے وہاں گرمی اور درد شدید پیدا ہوگا - لیکن اگر مریض کی اعصابی طاقت کمزور ہوگی اور نظام اعصابی وہاں دوران خون کی بے اعتدالی کو محسوس کرنے کے باوجود اپنی کم طاقتی کے سبب سے اس جگہ تحریک نہ کر سکیگا تو علامات ذیل ہونگی - ہاتھ پاؤں سرد ہونگے - نرم نرم درد موجود ہوگا - وہ جگہ ذکی الحس ہو جائیگی - ادنےٰ درجہ کی ضرب و تکلیف کو برداشت کرنا مشکل ہو جائیگا -

اسباب مرض - آتشک مزمن - وجع مفاصل یا نقرس کی خفیف حالت - جگر یا معدہ یا دل کا کوئی مزمنہ مرض - غدود بدن میں سے بعض غدودوں کے افعال کا نقص - رحم کی کوئی مزمن مرض جس سے ادرار حیض میں نقص واقع ہو

علاج - اس مرض کے علاج کے تین طریق ہیں - (۱) یہ کہ اعصاب کی تحریک کو دور کرے اور وہ مسکنات و مخدرات کے استعمال سے ہو سکتا ہے - مثلاً روغن مٹھہ تیلیا یا روغن افیون یا روغن دھتورہ یا روغن کافور وغیرہ کی مالش کر کے وہاں کے اعصاب کی حس میں تخدیر (بے حس) پیدا کرے یا برگ دھتورہ کو روغن خشخاش سے چپڑ کر آگ سے گرم کر کے درد کی جگہ پر باندھے -

(۲) حرارت غریزی کو بڑھانے کے واسطے مقوی قلب ادویہ یا اعمال کو استعمال میں لانا جس سے شرائین واوردہ میں خون کا دوران اعتدال پر آجائے - سو اس غرض کے حصول کے واسطے مقویات و مفرحات جیسے یاقوتیات یا مرکبات فولاد وغیرہ دیں - انگریزی ادویہ میں سے ایسٹن سرپ یا فیلوز سرپ یا کاڈلیور آئل کے مرکبات مفید ہیں -

(۳) ان خاص امراض کا علاج کرنا تاکہ خون کی اصلاح ہو کر اسکا دوران ٹھیک طور پر ہو جائے - سو ان امراض کا معلوم کرنا بھی اشد ضروری ہے جو کہ خفیہ طور پر اعضاء آلیہ کے اندر ہوا کرتی ہیں - احمد الدین شاہدرہ

جواب سوال نمبر ۸ - میرے دوست نے میرے پہلے جواب کو اطمینان سے نہیں پڑھا بلکہ جلدی سے یا سطحی خیال سے مطالعہ فرما کر جھٹ فتوے لگا دیا ہے۔ کہ جواب نامکمل ہے۔ میرے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ آپ نے لکھا ہے کہ فات الجنب میں صافن سے اس لئے فائدہ نہیں ہوتا کہ قرب اور بعد کا فرق ہے۔ حالانکہ میری عبارت یہ نہیں اور نہ ہی اسکا یہ مفہوم ہے بلکہ میں نے تو برعکس اسکے یہ لکھا تھا۔ کہ صافن و عرق النسا کا فصد بھی ذات الجنب کے واسطے مفید ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھا کہ ہر ایک مرض کے لئے جس میں فصد مفید ہو سکتا ہو۔ بدن کے خواہ کسی حصہ کی ورید کو کھولا جائے ضرور مفید ہوتا ہے۔ اب مولوی صاحب غور کریں کہ میری عبارت کو کیسے جلد بازی سے اُلٹ پلٹ کر دیا ہے۔ جو کہ نہیں چاہئے تھا۔ البتہ قرب اور بعد مسافت کے الفاظ کچھ مبہم اور مجمل تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں طول کلامی سے بچنے کے لئے اس کی تشریح کو چنداں ضروری نہ سمجھا۔ لہذا یہاں اگر مولوی صاحب کو سمجھ نہیں آئی تو وہ حق بجانب ہیں۔ مگر اب میں اس کی بھی کسیقدر وضاحت کر دیتا ہوں۔ کہ قرب اور بعد سے میری یہ مراد نہیں کہ قریب کے اعضاء کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور بعید کا کم بلکہ میری مراد یہ تھی کہ پھیپھڑہ کی امراض میں پاؤں کی کسی ورید کا فصد اسقدر مفید نہ ہوگا۔ جسقدر کہ ہاتھوں کی رگوں کا۔ اور رحم کی امراض میں ہاتھوں کا فصد اسقدر مفید نہیں جسقدر کہ پاؤں کی رگوں کا۔ اور وجہ اس میں یہ ہے کہ قرب اور بعد کا فرق ہے۔ اس فرق کے سمجھنے کے واسطے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ دوران خون جسم میں کسی طریق سے ہوتا ہے اور کسقدر بڑی بڑی رگیں ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ پھر ان کی شاخیں کدھر کدھر جاتی ہیں۔ عروق شعریہ میں دوران کی کیا حالت ہوتی ہے۔ شرائیں اور وریدوں میں کیا کیا تعلقات ہیں۔ کسی ورید کا فصد کرنے سے عروق شعریہ پر کیا اثر ہوتا ہے۔ پھر فصد کے بعد شرائیں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور شرائیں میں سے کس کس شریان پر اس فصد کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اور کس پر کم۔ اگر ہر ایک ورید کے فصد سے ہر ایک شریان پر یکساں اثر

پڑتا ہے - جب ان باتوں کا پورے طور پر علم ہو گیا - تو پھر فصد میں قرب و بعد کا اثر معلوم ہو جاتا ہے - اس جگہ مجھے یہ مشکل درپیش ہے کہ اگر میں یہ سارا مضمون یہاں سمجھانے کی کوشش کروں - تو بھی ناممکن ہے - کیونکہ یہ تمام مضمون ایک کتاب کے حجم کو چاہتا ہے - لیکن بغیر توضیح کے پورے طور پر اس کی سمجھ آنا مشکل ہے - تاہم میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں وہ یہ ہے - سب سے بڑی شریان اور ورید وہ ہے جو دل سے نکل کر پیٹ میں سیدھی آتی ہوئی دونو ٹانگوں میں چلی جاتی ہے - اور جیسا کہ دل کے مقام سے نیچے کو آتی ہے - ویسے ہی اوپر سر کو چلی جاتی ہے - اور جو ورید و شریان سر کو جاتی ہیں انہیں میں سے دونو بازوؤں میں بھی ایک ایک موٹی شاخ آجاتی ہے - پس جہاں تک یہ رگیں سیدھی ہیں - انکا باہمی تعلق قرب کہلاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ سر میں اگر خون کا اجتماع ہو تو خواہ پاؤں کی کسی انگل یا ہاتھ کی کسی انگلی سے فصد کر دیا جائے - اسکا اثر بہت جلد ہوگا - کیونکہ انکا تعلق باہم قریب ہے - لیکن بعض اعضاء ایسے ہیں جن کی شرائیں اور وریدیں سیدھی نہیں بلکہ پیچ کھا کر گئی ہوئی ہیں - مثلاً پھیپھڑہ اور رحم کی رگیں ان میں بہ سبب اس پیچ اور بل کے جو قدرت نے رکھا ہے ہر ایک فصد کا اثر یکساں نہیں پڑ سکتا - بلکہ ان اعضاء کے قرب کی رگوں کا فصد ان پر زیادہ اثر ڈالیگا اور دور کی رگوں کا کم - مثلاً ہم نے اگر پھیپھڑہ کی مرض پاؤں کی رگ کا فصد کیا تو اسکا پہلا اثر دوسرے پاؤں کی رگ پر پڑیگا - اس کے بعد اسکا اثر رحم و مثانہ پھر گردہ جگر و معدہ پر پڑیگا - اس کے بعد پھیپھڑہ اور سر کے اعضاء پر پڑیگا گویا سب سے بعد سر پر اور پھیپھڑہ پر اسکا اثر ہوگا - مگر تاہم جسقدر اسکا اثر سر پر پڑیگا اس سے بھی کم اثر وہ پھیپھڑہ پر ہوگا - کیونکہ سر کی رگیں پاؤں کی طرف سیدھی جاتی ہیں لیکن پھیپھڑہ کی بل کھا کر اس لئے دوران کی حالت میں جو سیدھی رگ پر اثر ہونا چاہئے وہ اثر کسی صورت بل کھائی ہوئی رگ پر نہ ہوگا - اگرچہ اثر ضرور ہوگا -

احمد الدین شاہدرہ

تجربات و تحقیقات

عنوان بالا کے ماتحت آئندہ اس رسالہ میں نئے نئے تجربے درج ہوتے رہا کرینگے۔ جو ممبران انجمن خادم الحکمت کی محنت و کوشش کا نتیجہ ہونگے۔

آج ہم اس جگہ تمام ممبران انجمن کی خدمت میں صرف دو چیزوں کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ انکے خواص اور فوائد سے آگاہ فرمائیں۔ وہ دونو چیزیں ہمارے ملک میں عام طور پر ہر جگہ بکثرت مل سکتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) تخم سرس یعنی درخت شرینہ کے بیج (۲) تخم شیشم یعنی درخت ٹاہلی کے بیج۔ یہ دونو چیزیں آجکل پختہ ہو چکی ہیں۔ انکے بیج آجکل مفت اور کثرت سے مل سکتے ہیں۔ انکو حاصل کر کے نئے سرے سے تجربات کریں اور نتائج سے بہت جلد آگاہ کریں۔ اور اگر اس سے پہلے انکے متعلق کوئی تجربہ معلوم ہو تو وہ ابھی لکھدیں تاکہ رسالہ مارچ میں درج ہو جائے۔ لیکن جو سابقہ تجربہ لکھیں وہ بھی مفرد دوائی کا ہو۔ اور جو آئندہ تجربات کریں وہ بھی مفرد طور پر دیکر حاصل کریں۔ مرکب کر کے نہ دیں۔ اب ان دونو چیزوں کی قدر خوراک اور انکے مواقع استعمال لکھے جاتے ہیں تاکہ تجربہ کنندگان وہاں استعمال کر کے انکی تاثیرات سے مطلع فرمائیں۔

(۱) تخم سرس کو خوب باریک پیسکر شیشی میں محفوظ رکھیں۔ بطور سرمہ کے آنکھوں میں لگائیں۔ شبکوری اور بیاض کو مفید ہے۔ اور ناک میں بطور ناس کے لیں نزلہ کو مفید ہے۔ بطور خوراک کے بقدر ۳ ماشہ جوان آدمی کو گھی ۳ تولہ کے ساتھ کھلانا استیصال خناز یر کرتا ہے۔ نیز جذام و خدر اور دیگر جلدی امراض کو مفید ہے۔ اور اسی وزن سے ہمراہ دودھ کے کھلانا مقوی باہ اور مغلظ منی اور دافع سرعت انزال ہے۔

(۲) تخم شیشم کو باریک پیس کر خوراک ایک ماشہ صبح و شام مصفی خون کے طور پر آتشک برص اقسام پھنسیاں میں دینا مفید ہے۔

اغراض و مقاصد

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) طب جدید و قدیم ہر قسم کے اصول علاج و تشریحات وغیرہ پر نظر کیجائے۔ اور ان میں سے خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصل پر ہر ایک صحیح اور عمدہ بات لے لیجائے خواہ وہ طب یونانی کی تحقیقات ہو۔ یا ویدک اور ڈاکٹری وغیرہ کی

(۲) تمام انتخاب کردہ صداقتوں کو باہم تطبیق دے کر کتابی صورت میں لایا جاوے اور ملک میں رواج دیا جائے۔

(۳) ہر قسم کی ادویہ مفردہ و مرکبہ جو کہ موجودہ تمام طریقہ ہائے طب کی مجوزہ و مروجہ ہیں انکا کڑا امتحان اور تجربہ کیا جاوے اور انکے صحیح صحیح خواص اور فوائد اور مقدار خوراک وغیرہ کا تعین و تقرر کیا جائے۔

(۴) ہر قسم کی مفردہ و مرکبہ ادویہ جو مجربہ و متحققہ انجمن ہوں انکا ذخیرہ فراہم کیا جائے۔ اور انکی ترویج اور فروخت کے لئے مختلف مقامات پر ایجنسیاں کھولی جائیں۔

(۵) مفردات کے ست۔ جوہر۔ روح۔ روغن وغیرہ نکالے جائیں اور انہیں سے مرکبات ترتیب دیئے جائیں۔ جو کہ استعمال میں آسان اور فوائد میں بڑھ چڑھ کر ہوں۔

(۶) علم کیمیا۔ علم جراحی۔ علم تشریح۔ اور علم افعال الاعضا کی اشاعت اور ترویج کی جائے۔ اور اہل ملک کو اس سے باخبر کیا جائے۔

(۷) ان تمام وسائل و ذرائع کو جو تکمیل و اصلاح اغراض و مقاصد انجمن کے متعلق معلوم و محسوس ہوں کام میں لایا جاوے۔

قواعد و ضوابط

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) ہر ایک طبیب اور طب سے مذاق رکھنے والا خواہ کسی طریق اور کسی شاخ طب سے تعلق رکھتا ہو۔ انجمن ہذا کا ممبر ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اغراض و مقاصد انجمن سے پورا پورا اتفاق رکھتا ہو۔ اور اسکی ترقی و بہبودی کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشاں رہے اور تمام قواعد و ضوابط پر کاربند ہو۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا۔ کہ تمام ممبران کے ساتھ رشتہ اتفاق و اتحاد کو بڑھائے اور ان کو ہر ایک معاملہ میں عموماً اور طبی معلومات و ضروریات میں خصوصاً شرح صدر سے مستفیض و مستفید کرے اور کسی قسم کی تنگدلی اور بخل کو روا نہ رکھے۔

(۳) انجمن کی ممبری کے لئے نہ کوئی داخلہ ہوگا۔ اور نہ ہی کچھ ماہوار یا سالانہ چندہ۔ ہاں جو شخص خوشی سے فنی خدمت سمجھ کر کچھ حصہ لیگا۔ اس سے بصد شکریہ قبول کیا جائیگا۔

(۵) ہر ایک ممبر کو حق حاصل ہوگا۔ کہ تمام معاملات و امورات انجمن میں اپنی ازادانہ رائے دے سکے۔ مگر بعد مشورہ ممبران جس امر پر بمنظوری بانئ انجمن فیصلہ قرار پا جائے۔ اس کے برخلاف ناراضگی کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۶) انجمن کے تمام بڑے بڑے کام تجارتی اصولوں پر چلائے جائینگے جن میں ہر ایک ممبر شامل ہوسکتا ہے۔ اور اپنی محنت یا زر تجارت کے ماتحت حصہ لے سکتا ہے۔

(۷) وقتاً فوقتاً قواعد وضوابط انجمن میں مشورہ ممبران کے ماتحت ہر طرح سے ترمیم و تنسیخ ہوسکتی ہے۔

فرائض ممبران

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) جو شخص انجمن ہذا کا ممبر بننا چاہے۔ اسے لازم ہے کہ بذریعہ تحریر اقرار کرے کہ میں نے اغراض و مقاصد اور قواعد وضوابط انجمن کو ملاحظہ کر لیا ہے۔ مجھے تمام امورات کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے۔ اور میں حتے الوسع انپر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ میرا نام بزمرہ ممبران لکھ لیا جاوے۔ اور اس خط پر پورا پتہ بمعہ تاریخ وغیرہ درج کر کے دفتر انجمن میں بھیجدے۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہے کہ جو اخبار یا رسالہ انجمن کی طرف سے جاری ہو اسکو خود خریدے اور اس کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

(۳) جو ممبر باقاعدہ مطب رکھتے ہیں وہ حسب تحریر رسالہ ہدیتہ الاطباء اپنے زیر علاج مریضوں کیلئے باقاعدہ رجسٹر بنائیں اور اپنی پریکٹس کی مختصر سی ماہواری رپورٹ دفتر انجمن میں ماہ بماہ بھیجتے رہیں

(۴) جنکا باقاعدہ مطب نہیں مگر علاج کرتے ہیں۔ انہیں بھی اپنے علاج کے کارنامے گاہ بگاہ منکشف کرتے رہنا چاہیے۔

(۵) ہر ایک معالج کے لئے لازم ہے کہ انجمن کی مجربہ و مصدقہ ادویہ کو زیر استعمال رکھے۔ خواہ اپنے پاس رکھے یا کسی مقامی عطار اور دوا فروش کے پاس رکھوائے اور پھر خواہ وہ ادویات خود اپنے خرچ اور اپنے اہتمام سے تیار کرے۔ یا کارخانہ خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کی تیار کردہ منگوائے

(۶) تشخیص الامراض وتحقیق الادویہ میں نئی تحقیقات سے ایزادی کرنے میں کوشاں رہیں۔

(۷) غیر طبیب ممبران کا فرض ہے کہ پبلک کو انجمن کی طرف رہنمائی کریں۔ اور انجمن کی ہر ایک مفید بات سے مستفید کرنے کی کوشش جاری رکھیں۔